اکائی5

اکائی کے اجزاء:

5.1 مقصد

5.2 تمہید

5.3 عمر بن ابی ربیعہ

5.3.1 پیدائش وحالات زندگی

5.3.2 شاعری کی ابتداء

5.3.3 عورتوں کا شاعر

5.3.4 عمر بن ابی ربیعہ کے اشعار کی فنی تقسیم

5.3.5 شاعری کی خصوصیات

5.4 اخطل

5.4.1 پیدائش اور حالات زندگی

5.4.2 شاعری کی ابتداء

5.4.3 اخطل کی شاعری

5.4.4 شاعری کے موضوعات

5.4.5 اخطل کی امتیازی خصوصیات

5.4.6 شاعری کی فنی خصوصیات

5.5 فرزدق

5.5.1 پیدائش اور حالات زندگی

5.5.2 شاعری کی ابتداء

5.5.3 فرزدق کا شعری اسلوب

5.5.4 شاعری کے موضوعات

5.5.5 شاعری کے ادوار

5.5.6 شاعری کی خصوصیات

5.5.7 نقائض

5.5.8 شہرہ آفاق قصیدہ میمیہ
5.6 جریر
5.6.1 پیدائش اور حالات زندگی
5.6.2 نقائض کی ابتداء
5.6.3 شاعری کے موضوعات
5.6.4 امراء کی مدح سرائی
5.6.5 جریر کے اشعار کی امتیازی خصوصیات
5.6.6 جریر کے بہترین اشعار
5.7 خلاصہ
5.8 نمونے کے امتحانی سوالات
5.9 مطالعہ کیلئے معاون کتابیں

5.1 مقصد:

اس اکائی کو پڑھنے کے بعد طلبہ دوراموی کے اہم شعراء عمر بن ابی ربیعہ، اخطل، فرزدق اور جریر کی زندگیوں سے واقف ہو جائینگے۔ نیز ان شعراء کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ ان کے شعری اسالیب اور مخصوص طرز ادا سے بھی بخوبی واقفیت حاصل ہو جائیگی۔ علاوہ ازیں یہ اکائی طلبہ کو اس دور کے شعری موضوعات، شعری مراکز اور شعری ترجیحات کے ساتھ ساتھ اغراض ومقاصد کے محرکات اور اسباب سے بھی باخبر کریگی.

5.2 تمہید:

دوراموی، عربی زبان وادب اور شعروشاعری کی نشو ونما کا اہم دور شمار ہوتا ہے۔ اس دور میں عربی شاعری کی مختلف اصناف معرض وجود میں آئیں اور دیگر شعری اصناف نے بھی ترقی کرتے ہوئے اپنے گہرے اثرات عربی زبان اور عربی شاعری پر چھوڑے ہیں۔ عصراموی میں قادر الکلام بلند پایہ شعراء کی کثیر تعداد موجود تھی جنھوں نے مختلف موضوعات پر طبع آزمائی کر کے عربی شاعری پر اپنے گہرے نقوش چھوڑے ہیں۔ ان تمام شعراء میں چند ایسے شعراء بھی ہیں جو خوشنما الفاظ، آسان معانی، پختہ اسلوب، بلند خیال اور وسعت فکر و دیگر خصوصیات شعری کی بناء اس دور کے تمام شعراء میں ممتاز سمجھے جاتے ہیں جن میں عمر بن ابی ربیعہ، اخطل، جریر اور فرزدق سرفہرست ہیں.

5.3 عمر بن ابی ربیعہ (پیدائش ۲۳۔ وفات ۹۳ھ/۶۴۴۔۷۱۲م)

5.3.1 پیدائش وحالات زندگی:

ابوالخطاب عمر بن عبداللہ بن ابی ربیعہ قریشی مخزومی کی پیدائش مدینہ میں اسی رات کو ہوئی جس رات حضرت عمرؓ کا وصال ہوا۔ اسی لئے حضرت عمر کے نام پر اسکا نام اور ان کی کنیت پر اس کی کنیت رکھی گئی۔ لوگ اس کی پیدائش کے حوالہ سے کہا کرتے تھے "کتنا بڑا حق اٹھ گیا، اور کون سا باطل اس کی جگہ آ گیا".

عمر بن ابی ربیعہ کا شمار دوراموی کے نامور اور بلند پایہ شعراء میں ہوتا ہے، وہ اپنے باپ عبداللہ کی محبتوں، کرم نوازیوں، ناز ونعمت، مال ودولت اور دنیاوی نعمتوں کے آغوش میں پرورش پا کر جوان ہوا۔ اسکا باپ عبداللہ جو اسلامی خلافت کے مختلف ادوار میں خلفاء کا گورنر اور آسودہ حال سردار تھا اسی لئے عمر بن ابی ربیعہ کی زندگی میں مال وآسائش، آسودگی اور فارغ البالی کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں.

5.3.2 شاعری کی ابتداء:

عمر بن ابی ربیعہ کی طبیعت بچپن ہی سے شعروشاعری اور لہولعب کی جانب مائل تھی۔ نیز معاشی آسودگی اور زندگی کے نشیب وفراز سے بے فکری نے بھی اس کی شاعری کو جلا بخشا اسی لئے بچپن ہی سے شاعری کے آثار اس میں نمودار ہونے لگے اور وہ یکسوئی کے سے شعروشاعری میں مشغول ہو گیا اور چھوٹی عمر میں ہی شاعری کا ملکہ اس میں پختہ ہو گیا۔ شاعری کے مختلف موضوعات پر اس نے طبع آزمائی شروع کی اور مسلسل شاعری کی مشق کرتا رہا اور مشکلات شاعری کو آسان کرنے میں کوشاں رہا حتی یہ کہ شاعری اس کے سامنے جھک کر اس کی تابع اور

مطیع ہوگئی اور جب جریر نے اس کا رائیہ قصیدہ سنا، جس کا مطلع ہے: امن آل نعم انت غاد فمبکر۔ غداۃ غد، ام رائح فمجر تو اس نے کہا: ''یہ قریشی تو تک بندی کرتے کرتے اب عمدہ شاعری کرنے لگا ہے''۔ عمر کی یہ غزل واقعی معانی ومطالب، اسلوب نگارش اور الفاظ کے سج دھج کے نقطۂ نظر سے بڑی حسین، مؤثر اور دل آویز ہے۔ اس نے نہ صرف عمر کو قادر الکلام اباحی غزل گو شاعری کی حیثیت سے شہرت دوام بخش دی بلکہ عربی ادب میں محاکاتی اور حقیقی غزل کی ایسی نئی صنف کو جنم دیا جس کیلئے شعراء مستقل طبع آزمائی کرتے رہے تھے لیکن بقول جریر ''محبوبہ کے کھنڈرات میں بھٹک کر رہ گئے''.

اس غزل کی کامیابی کے بعد عمر کی زبان اور قلم دونوں چل نکلے۔ چنانچہ عمر اب بے روک ٹوک محبت کے نغمے غزل کی زبان میں گاتا اور صرف رمز واشارہ میں نہیں بلکہ اعلی اور شریف گھرانوں اور مکہ ومدینہ کے معزز اور باحیثیت لوگوں کی لڑکیوں کے نام لے کر علانیہ اظہار عشق کرتا۔ چنانچہ اس زمانہ کی کوئی دوشیزہ یا خوبصورت عورت ایسی نہیں تھی جسے اس نے تشبیب نہ کیا ہو حتی یہ کہ اس نے اشراف قوم کے مستورات کو بھی نہیں چھوڑا جن میں عبدالملک بن مروان کی لڑکی فاطمہ، الولید بن عتبہ بن ابی سفیان کی بیوی لبابہ، عائشہ بنت طلحہ، ہند بنت الحارث المری، ثریا بنت علی بن عبداللہ بن الحارث، زینب بنت موسی الجمحی، زینب کی چچازاد بہن نعم، رملہ بنت عبداللہ بن خلف خزاعیہ، فاطمہ بنت محمد بن اشعث کندیہ لیلی بنت حارث بکریہ، شیخ النحو ابوالاسود دؤلی کی اہلیہ بھی شامل ہیں.

5.3.3 عورتوں کا شاعر:

عمر بن ابی ربیعہ کو عورتوں کا شاعر کہا جاتا ہے۔ اس کے دیوان کا بیشتر حصہ غزل پر مشتمل ہے۔ صاحب اغانی نے ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک نے عمر بن ابی ربیعہ سے دریافت کیا: ''ہماری مدح سے تمہیں کس چیز نے روکا ہے''؟ اس نے جواب دیا: ''میں آدمیوں کی مدح نہیں کرتا ہوں میں صرف عورتوں کی مدح کرتا ہوں''.

شاعری میں عمر ابن ابی ربیعہ نے غیر مانوس ونا آشنا طریقہ اختیار کیا ہے۔ وہ اپنی شاعری میں عشقیہ مضامین افسانوی انداز میں پیش کرتا تھا جسمیں وہ عورتوں کے اوصاف، باہمی گفتگو اور آپسی لہو ولعب کو خوشنما الفاظ اور پر اثر انداز میں پیش کرتا تھا۔ اس نے شاعری کو عورت، عورتوں کی باہمی ملاقات، عورتوں کے محاسن واوصاف، آپس کی چھیڑ چھاڑ اور دل لگی بازی کے جھوٹے اور سچے واقعات بیان کرنے میں محدود کر دیا اور وہ ان مضامین کو نہایت خوش نما الفاظ عمدہ وصف، پختہ بندش اور انوکھے پیرایہ میں ادا کرتا ہے، اسکے اشعار الفاظ کے اعتبار سے بہت وآسان ہوتے تھے لیکن معانی کے اعتبار سے زیادہ مؤثر نہ ہونے کے باوجود دل پر اثر انداز ہوتے تھے اسی لئے نوجوان اور عوام الناس اس کی شاعری کے دلدادہ ہو گئے اور گانے والیوں اور مے نوشوں میں اس کو بڑی مقبولیت حاصل ہوگئی۔ عوام الناس میں اس کی شاعری خوب گائی اور سنائی جانے لگی حتی کہ غیرتمندوں اور زاہدوں نے اس کیس خلاف شور مچادیا. ابن جریج کا قول ہے کہ نوجوان لڑکیوں کے پردہ میں ابن ابی ربیعہ کی شاعری سے زیادہ مضرت رساں کوئی چیز داخل نہیں ہوئی۔ اسی لئے خاندان کے بزرگ اس کے اشعار سے نوجوانوں اور خاص طور سے غیر شادی شدہ لڑکیوں کو بچانے کی کوشش کرتے تھے. چنانچہ روایت ہے کہ ایک باندی ظبیہ نامی عمر کی بعض

غزلیں بغل میں دبائے اپنی مالکن فاطمہ بنت عمر بن مصعب کے پاس جارہی تھی، فاطمہ کے دادا عبداللہ صحن میں بیٹھے تھے جب انھوں نے باندی کے بغل میں کاغذات دیکھے تو بولے کہ یہ کیا ہے؟ باندی نے جواب دیا یہ عمر کے اشعار ہیں۔تو وہ غصہ میں بولے کہ تیرا ستیاناس ہو تو عورتوں کے پاس عمر کے اشعار لے کر جارہی ہے.اس کے اشعار تو دل ودماغ کی پہنائیوں میں گھس جاتے ہیں،اوراگراشعار جادو کا کام کرسکتے ہیں تو یہ صفت اس کے اشعار میں پوری طرح پائی جاتی ہے،تم ان کو لے کر واپس جاؤ، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا.

اس قصہ سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عمر کا کلام عورتوں اور مردوں میں کتنا مقبول اور مؤثر تھا اور یہ کہ لڑکیاں اس کو حاصل کرنے کیلئے کتنا اہتمام کرتی تھیں اور بڑے بوڑھے ان کو اس کے کلام سے بچانے کی ہر امکانی کوشش کرتے تھے.

عمر بن ابی ربیعہ شاعری کو ذریعہ بنا کر اپنی شرارت میں اس حد تک سرکش ہوگیا تھا کہ وہ ایام حج میں عمدہ لباس اور زیب وزینت اختیار کرکے حج کرنے والی عورتوں کے پیچھے لگ جاتا، باعزت عورتیں،شہزادیوں سے شاعری میں اظہار محبت کرنے لگتا،اور طواف واحرام میں مصروف خواتین کے اوصاف بیان کرتا یہاں تک کے اس کے خوف سے شریف خاندانوں کے عورتوں نے فریضہ حج ادا کرنے میں کمی کردی تھی.

اس کی شرارتوں سے تنگ آکر حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اسے ''دھلک''میں، جو یمن وحبشہ کے درمیان ایک جزیرہ ہے،جلاوطن کردیا جہاں بنوامیہ مجرموں کو بھیج کر جلاوطنی کی سزا دیا کرتے تھے۔پھر جب تک اس نے عشق بازی چھوڑنے کی پختہ قسم نہ کھائی اور خلوص دل سے توبہ نہ کی وہ وہاں سے واپس نہ آیا.

عمر کے اشعار جو عمر کی محبت کا اہم مصدر ہیں، تین حصوں میں تقسیم کئے جاتے ہیں:

عمر کے کلام کی ایک قسم تو ان فنی اشعار کی ہے جنھیں عمر نے اپنے کسی دوست کی یا دوست عورتوں میں سے کسی ایک کی فرمائش پر، یا اپنے معاصر شعراء یا ادباء میں سے کسی کے ذوق شعری کو پورا کرنے کیلئے کہے ہیں.

دوسری قسم ان اشعار کی ہے جن میں جنسی اور حسی محبت کی چھاپ ہے جس میں عاشق جسمانی حسن کا دلدادہ دکھائی دیتا ہے،اور حسینوں سے صرف لطف اندوزی اور مطلب برآری اس کا مقصد ہوتا ہے.

عمر کے کلام کی تیسری قسم وہ ہے جو عمر کی حقیقی اور سچی محبت کی آئینہ دار ہے چنانچہ ان اشعار کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ محبت اس کے دل ودماغ،اس کی زبان،اس کی حس اور فکر ونظر سب پر چھائی ہوئی ہے۔یہ محبت،محبوباؤں کے اختلاف کے ساتھ مختلف رہتی ہے، چنانچہ اگر اسنے ایک سے زیادہ عورتوں سے اظہار محبت کیا ہے تو اس کے ہرگز یہ معنی نہیں کہ وہ محبت کو جانتا ہی نہ تھا بلکہ اسکے برخلاف ان لوگوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ لڑکیوں کی محبت میں گرفتار ہوئے اور اس کی وجہ سے بڑی قلبی کش مکش میں مبتلا ہوئے.

غزلیہ اشعار کا نمونہ:

نحن الی نعم فلا الشمل جامع ۔ ولا الحبل موصول ولا انت مقصر

قفی فانظری اسماء ھل تعرفینہ ۔ اھذا المغیر ی الذی کان یذکر

اھذا الذی اطریت نعتا فلم اکن۔ وعیشک انساہ الی یوم اقبر

لئن کان ایاہ لقد حال بعدنا۔ عن العھد والانسان قد یتغیر

رأت رجلا اما اذا الشمّس عارضت۔ فیضحی واما بالعشی فیخصر

اخاسفر جواب ارض تقاذفت۔ بہ فلوات فھو اشعث اغبر

5.3.4 شاعری کی خصوصیات:

عمر بن ابی ربیعہ کی شاعری میں فصیح الفاظ، آسان معانی، خوش اسلوب، عمدہ پیراہن و دیگر فنی خصوصیات کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی شاعری میں بلند افکار اور وسعت خیال نہیں پایا جاتا تھا کیونکہ اسکی شاعری عشقیہ کلام اور یاوہ گوئی پر زیادہ مشتمل ہوتی تھی اس کے باوجود اس کی شاعری دل کے اندر پہنچ کر انہائی رقت طاری کر دیتی ہے، اس لئے کہ وہ بہت آسان ہے، اس کے خوش نما لفظ، وصف عمدہ، بندش پختہ اور مضامین کے زود فہمی میں اسے کمال حاصل تھا. جمال کی تعریف اور عورتوں کے وصف میں اس کی شاعری لوگوں کی طبیعتوں سے ہم آہنگ اور ان کی خواہشات کے مطابق ہے. وہ اپنے نسب، شباب اور اپنی دولت وآسودگی کے باعث ایسی باتوں کے بیاب کرنے میں کامیاب ہو گیا جنھیں کوئی دوسرا بیان کرنے کی جرات نہ رکھتا تھا۔ نیز، عمر بن ابی ربیعہ میں فریفتگی، دل کو موہ لینے، انسانی نفسیات کو گرویدہ کرنے اور حاجت کی تکمیل کی خوبی موجود تھی، یہ باتیں کسی اور شاعر کے اشعار میں نہیں ہے، اور جس قدر اللہ تعالی کی نافرمانی ابن ابی ربیعہ کی کے اشعار سے ہوئی ہے کسی اور شعر سے نہیں ہوئی ہے.

علاوہ ازیں اس کے اشعار میں قصہ اور افسانوی اسلوب بھی اسے منفرد بناتا ہے جس میں وہ عورتوں کی گفتگو، اشارات، حرکات اور اوصاف کا ذکر کرتا ہے جس میں وہ امرؤالقیس جیسے بلند پایہ شاعر سے بھی فوقیت لے گیا ہے۔ جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عمر بن ابی ربیعہ کو شعری روایات اور اصول سے زیادہ اپنے اشعار میں عورتوں کے ذکر کا اہتمام زیادہ ہوتا تھا.

عمر بن ابی ربیعہ کو تمام غزل گو شعراء میں یہ امتیاز حاصل تھا کہ اس نے عشق و محبت، اس کے احوال و کیفیات اور دل و دماغ پر اس کے اثرات کا صحیح اور بے لاگ نقشہ کھینچا ہے، عورتوں کے حسن و شباب، ان کے انداز و اطوار، ان کی دلداری و دلنوازی اور رنگینی و رعنائی کا بہت حسین اور کیف آور تصوری کشی کی ہے۔ ان کی آپس کی چھیڑ چھاڑ، خود بینی و خودستائی اور عشوہ و ناز و ادا کی بہت رنگین اور جذبات انگیز قصے بیان کیے ہیں۔ ہجر و فراق کی تپش اور سوز دروں کی حکایت خونچکاں بڑے دلدوز انداز میں بیان کی ہے۔ دوسری طرف وصال کی جاں فزا، روح پرور اور رنگین اوقات کا بہت والہانہ انداز سے ذکر کیا ہے۔ معاملہ بندی اور نسوانی مکالمہ نگاری میں وہ کمال فن دکھایا ہے جس کی مثال عربی شاعری میں مشکل سے ملتی ہے.

عمر بن ابی ربیعہ کی شاعری میں گہرے افکار اور بلند خیالات کی کمی پائی جاتی ہے اور اس میں کوئی جدت نظر نہیں آتی ہے۔ جذبات کو اس نے شاعری میں جگہ تو دی ہے لیکن وہ بھی سطحی نظر آتے ہیں ان میں بھی کوئی گہرائی نظر انہیں آتی ہے۔ ایک اور اہم چیز جو فنی اعتبار سے اسکے شعری منزلت کو متاثر کرتا ہے وہ ہے ''تکرار''۔ ایک ہی فکر اور ایک انداز کا بار بار ذکر کرنا شاید اس وجہ سے بھی زیادہ رہا کیونکہ عمر بن ابی ربیعہ کے

شعر کا محور عام طور پر صرف عورت ہی ہوا کرتا ہے. علاوہ ازیں اس کی اشعار میں کثرت سہولت کی بناء فتور بھی طاری ہو جاتا تھا اور بسا اوقات اس سے اشعار میں قواعد کی غلطیاں بھی سرزد ہو جاتی تھیں.

اس کی شاعری میں رقت، سہولت، لہو ولعب اور موسیقی کا عنصر زیادہ پایا جاتا ہے جسے وہ حالات اور شخصیتوں کے پیش نظر مختلف اور متنوع شعری بحروں میں پیش کرتا تھا مثلا بحر خفیف، بحر منسرح، بحر رمل، بحر طویل وغیرہ جس کی وجہ سے گانے والوں اور نوجوانوں میں اسکا کلام زیادہ مقبول رہا ہے جن میں بطور خاص ابن سریج اور غریض شامل ہیں۔ اگر اس کی شاعری کو محبت کی زبان سے تعبیر کیا جائے تو زیادہ صحیح ہوگا.

عمر بن ابی ربیعہ کا شعری دیوان ہے جو ہزاروں اشعار پر مشتمل ہے جو تمام کے تمام غزل ہی میں ہے سوائے چند اشعار کے جن کا موضوع فخر اور وصف ہے. اور یہ دیوان لیپسیک میں ۱۸۹۳ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد مصر میں ۱۸۹۳ء اور بیروت میں ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا

شاعری کا نمونہ:

الکنی الیھا بالسلام فانی۔ یشھر المامی بھا وینکر
بآیۃ ما قالت غداۃ لقیتھا۔ بمدفع اکنان، اھذا المشھر
قفی فانظری، اسماء ھل تعریفینہ۔ اھذا المغیری الذی کان یذکر
اھذا الذی اطریت نعتا فلم اکن۔ وعیشک، انساہ الی یوم اقبر
فقالت نعم، لا شک غیر لونہ۔ سری اللیل یحیی نصہ والتھجر
لئن کان ایاہ لقد حال بعدنا۔ عن العھد، والانسا قد تغیر
رات رجلا اما اذا الشمس عارضت۔ فیضحی واما بالعشی فیخصر
قلت یا سیدتی عذبتنی۔ قالت: اللھم عذبنی اذن.

5.4 اخطل (۱۹۔۹۰ھ / ۶۴۰۔۷۰۸م)

5.4.1 پیدائش اور حالات زندگی:

ابو مالک غیاث بن غوث تغلبی اپنی قوم بنی تغلب میں بمقام ''حیرۃ'' میں حضرت عمرؓ کی خلافت کے ایام میں عیسائی مذہب پر پیدا ہوا. اسکا لقب اخطل اور ذوالصلیب، نصرانی مذہب اور صلیب کو لٹکانے کی وجہ سے، تھا۔ بچپن ہی میں وہ ماں کے سایہ عاطفت سے محروم ہو گیا اور سوتیلی ماں کی سوء تربیت نے اسے اخلاقی برائیوں میں مبتلا کر دیا اسی لئے وہ بڑا ہو کر منہ پھٹ، زبان دراز، بدنیت اور شرابی بن گیا.

5.4.2 شاعری کی ابتداء:

اخطل کو بچپن ہی سے شعر و شاعری سے بڑی رغبت تھی اور ابتدائی زمانہ ہی سے اس میں شاعری کے آثار نمودار ہونے لگے، چنانچہ اس نے قبیلہ تغلب کے شاعر کعب بن جعیل سے ہجویہ شاعری میں مقابلہ کیا اور اسے شکست فاش سے دوچار کر کے گمنامیوں کی وادیوں میں دھکیل دیا جس کے باعث اس کا چرچا لوگوں میں ہونے لگا. ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن حسان بن ثابت انصاری نے حضرت معاویہ کی صاحبزادی

رملہ کی اپنے اشعار میں تشبیب کی جس سے ناراض ہوکر یزید بن معاویہ نے انصار کی ہجو گوئی کیلئے کعب بن جعیل کو بلایا تو کعب انصار کے انتقام سے ڈر گیا اور اس نے یزید کو اخطل کا نام بتایا اور کہا کہ اخطل کو اس باب میں زیادہ ملکہ حاصل ہے۔ اخطل نے انصار کے خلاف ہجو گوئی کی اور یہی سلسلہ اس کی بلند اقبالی اور شہرت کا ذریعہ بن گیا. انصار کے خلاف کہے جانے والے اشعار میں شعر بطور نمونہ:

واذا نسبت ابن الفریعۃ خلتہ　　　کالجحش بین حمارۃ وحمار

خلوا المکارم لستم من اہلھا　　　وخذوا مساحیکم، بنی النجار

ذہبت قریش بالمکارم کلھا　　　واللوم تحت عمائم الانصار

یعنی اگر تم الفریعۃ (حضرت حسان کی ماں) کے بیٹے کا حسب نسب معلوم کرنے کی کوشش کرو تو تمہیں وہ ایک گدھے اور ایک گدھی کے بیچ میں ایک گدھے کا بچہ دکھائی دے گا. اے بنونجار بڑائی اور بھلائی کے کاموں کو چھوڑ دو، یہ سب تمہارے بس کی باتیں نہیں ہیں اور اپنے پاٹوں کو سنبھالو. بڑائی اور بھلائی کے تمام کاموں کو قریش لے گئے اور کمینگی انصاریوں کے عماموں کے نیچے رہ گئی.

کہتے ہیں جب اس ہجویہ قصیدہ کی شہرت ہوئی تو النعمان بن بشیر الانصاری، جو حضرت معاویہ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہو چکے تھے اور حضرت معاویہ نے گورنری اور دوسرے بڑے بڑے عہدوں سے بھی نوازا تھا، حضرت معاویہ کے پاس آئے اور اپنا عمامہ اتار کر کہا کہ معاویہ دیکھو اس پر کہیں کمینگی دکھائی دے رہی ہے؟ حضرت معاویہ اس عجیب سوال سے کچھ گھبرا سے گئے، اور بولے کہ ''آخر قصہ کیا ہے، کچھ تو کہو؟'' اس پر نعمان نے کہا کہ اخطل نے ہماری ہجو میں اتنی بیہودہ بات کہی ہے کہ ہماری عزت ہمیشہ کیلئے جاتی رہی، اور پھر ان کو وہ اشعار سنائے. حضرت معاویہ نے کہا کہ ہاں یہ تو بہت بری بات ہے، بولو کیا چاہتے ہو؟ النعمان کے کہا ''اس کی زبان''، حضرت معاویہ بولے ''دے دی'' اور اخطل کی زبان کٹوانے کا وعدہ کیا. جب یہ خبر اخطل کو پہنچی تو اس کے ہوش جاتے رہے وہ بھاگا ہوا یزید کے پاس آیا، یزید معاویہ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ میں اپنی طرف سے اور آپ کی طرف سے بھی اس کی جاں بخشی اور حفاظت کا ذمہ لے چکا ہوں، اب اس کی لاج آپ رکھ لیجئے اور معاف کر دیجئے۔ یہ سن کر حضرت معاویہ نرم پڑ گئے اور کچھ نہ کر سکے. اور اس دن سے اخطل یزید کا ہم دم و دم ساز بن گیا اور اس کی ولیعہدی سے کر حکومت تک اس کی محفل راگ و رنگ کا ساتھی اور ندیم رہا اور ان کی شان میں قصیدے کہتا رہا۔ اس طرح بنوامیہ کے پاس اخطل کا مقام و مرتبہ بلند ہوتا گیا اور بنوامیہ اسے اپنی بخششوں سے نوازتے اور احسانات سے مالا مال کرتے تھے. عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں بھی اس کی قدر و منزلت میں بہت اضافہ ہوا۔ عبدالملک نے اسے ''بنوامیہ کا شاعر'' اور ''امیر المؤمنین کا شاعر'' جیسے ذی قدر القابات سے نوازا۔ اس کی بے تکلفی اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ وہ اپنی ریشمی عبا پہنے، گلے میں طلائی صلیب ڈالے، ڈاڑھی سے شراب ٹپکاتے ہوئے بلا اجازت. عبدالملک بن مروان کے دربار میں داخل ہو جاتا تھا.

عبدالملک بن مروان کی شان میں مدحیہ اشعار کا نمونہ:

نفسی فداء امیر المؤمنین اذا۔ ابدی النواجذ یوما عارم ذکر

الخائض الغمر ۃ المیمون طائرہ۔ خلیفۃ اللہ یستقی بہ المطر

فی نبعۃ من قریش یعصمون بھا۔ ماان یوازی باعلی نبتھا الشجر

حشد علی الحق عیافو الخنا انف۔اذا المت بھم مکروھۃ صبروا

لایستقل ذووالاضغان حربھم۔ولا یبین فی عیدانھم خور

شمس العداوۃ حتی یستقاد لھم۔ واوسع الناس احلاما اذا اقدروا

ھم الذین یبارون الریاح اذا۔ قل الطعام علی العافین اوقتروا

5.4.3 اخطل کی شاعری:

اخطل اپنی شاعری میں کافی مراجعت اور تبدیلی کیا کرتا تھا، نیز اپنے اشعار کو ناقدین کے پاس پیش کر کے اس میں سے نامناسب اور ردی ء اشعار کو خارج کرتا تھا اسی لئے اس کے اشعار حشو اور عیوب سے خالی ہوتے تھے۔ فصیح الفاظ، قوی اسلوب اور عمدہ پیراہن اسکے اشعار کی خصوصیت ہے نیز اخطل اپنی شاعری میں عمدہ مدح کرنے، شراب اور شکار کا وصف بیان کرنے، ہجو میں کم فحش آمیزی کرنے میں ممتاز ہے، نیز اسے اپنے طویل قصائد میں بے ضرورت الفاظ کی بھرتی اور دیگر خامیوں کے نہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی طبیعت میں غور و فکر اور چھان بین کا مادہ زیادہ ہونے کی وجہ سے بھی عمدہ شمار کیا جاتا تھا۔ اخطل شعری میدان میں زہیر بن ابی سلمی، اعشی اور نابغہ ذبیانی سے زیادہ متأثر نظر آتا ہے اور ان کے علاوہ کسی کو اپنے سے بلند و برتر نہ سمجھتا تھا اور اسی لئے اشعار میں ان کے اسلوب کی پیروی کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں۔

5.4.5 شاعری کے موضوعات:

اخطل نے متفرق شعری موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے جن میں مدح سرائی، ہجو گوئی، فخر، وصف اور خمریات وغیرہ شامل ہیں نیز اس نے مرثیہ اور غزل میں بھی اشعار کہے ہے۔ لیکن سب سے زیادہ ملکہ اسے وصف اور شراب کے بیان میں تھا اسی لیے اسے شراب کا شاعر بھی کہا جاتا ہے.

بنو امیہ کی مدح میں کہے گئے اشعار:

حشد علی الحق عیافو الخنا انف۔اذا المت بھم مکروھۃ صبروا

وان تدجت علی الآفاق مظلمۃ۔کان لھم مخرج منھا ومعتصر

اعطاھم اللہ جدا ینصرون بہ۔لا جد الا صغیر بعد محتقر

لم یاشروا فیہ اذ کانوا موالیہ۔ولو یکون لقوم غیرھم اشروا

شمس العداوۃ حتی یستقاد لھم۔واعظم الناس احلاما اذا اقدروا.

انصار کے بابت ہجو گوئی کے اشعار کا نمونہ:

واذا نسبت ابن الفریعۃ خلتہ۔کالجحش بین حمارۃ وحمار

لعن الالہ من الیھو دعصابۃ ۔ بالجزع بین صلیصل وصرار

قوم اذا ھدر العصیر رأیتھم ۔حمرا عیونھم من المطار

خلوا المکارم لستم من اھلھا ۔ وخذ وا مساحیکم بنی النجار

ذھبت قریش بالمفاخر کلھا ۔ واللؤم تحت عمائم الانصار

جریر کی امتیازی خصوصیات :

اخطل نے اس زمانے میں مروج اصناف سخن میں سے تقریبا ہر ایک پر طبع آمائی کی ہے جیسے مدح، ہجو، فخر اور وصف ۔ ان میں سے مدح، ہجو اور شراب وکباب کے وصف میں اس نے فنی مہارت کا ثبوت دیا ہے ۔ مرثیہ میں بھی اس کے دو چار شعر ملتے ہیں، کیوں کہ اس کا طبعی رجحان اس طرف نہ تھا، یزید جس نے اس کو گمنامی کے گڈھے سے نکال کر ترقی کے بام عروج پر پہنچا دیا، جب مرا تو اخطل مرثیہ کے چار شعر سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا.

اخطل جاہلی شعراء کی ریت کے مطابق اور خاص طور سے زہیر بن ابی سلمی کی طرح اپنے قصیدوں کو نوک پلک سے درست کرنے کا عادی تھا ۔ چنانچہ زہیر کی طرح نوے (۹۰) یا سو (۱۰۰) شعر کے ایک مدحیہ قصیدہ میں کتر بیونت اور اصلاح وترمیم کرتے کرتے کبھی صرف تیس شعر رہنے دیتا باقی سب کاٹ دیتا، اور اس کام میں زہیر ہی کی طرح کبھی کبھی ایک قصیدہ میں پورا ایک سال لگا دیتا، چہانچہ جو قصیدے اس قصیدے اس طرح نکھر کر سامنے آتے وہ زبان وبیان اور اسلوب کے اعتبار سے نمونہ ہوتے ۔ اسی لئے ایک صاحب نظر ناقد نے کہا تھا کہ ''اگر اخطل کو جاہلی دور کا ایک دن بھی مل جاتا تو میں اس کو تمام جاہلی شعراء پر فوقیت دے دیتا''. اس کی وجہ صرف جاہلی شعراء کی پیروی ہی نہیں بلکہ بقول ڈاکٹر طہ حسین ''قرآن کا فیض اور اس کا اثر بھی ہے'' کیوں کہ وہ اس کے ممدوحین کی زبان ہونے کے علاوہ عربی زبان کا اعلی نمونہ بھی تھا ۔

اپنے دونوں ہم عصروں اور حریفوں فرزدق اور جریر کے مقابلہ میں اس کا کلام بہت کم ہے، اس کے صرف سات لمبے قصیدے ملتے ہیں، اس کے برخلاف اس کے حریفوں کا کلام کہیں زیادہ ہے، اسی لئے بعض نقاد نے اس کام مقابلہ اسکے دونوں حریفوں سے کلام کے مقدار میں نہیں کرتے کیوں کہ اس اعتبار سے اخطل کا درجہ بہت کم ہو جائیگا.

ہشام بن عبد الملک کو اموی خلفاء میں شعر وشاعری کا بڑا پاکیزہ ذوق اور اس میں بڑی گہری ناقدانہ نظر تھی ۔ ایک دفعہ اس نے اموی زمانے کے تینوں معاصر شعراء کے بارے میں خالد بن صفوان کی رائے پوچھی، تو اس نے اخطل کے بارے میں بڑی نپی تلی بات کہی: ''اما احسنھم نعتا، وامدحھم بیتا، واقلھم فوتا، الذی اذا ھجا وضع، واذا مدح رفع فالاخطل'' یعنی ان سب میں وہ شاعر جو وصف میں اور مدح میں سب سے بہتر اور غلطی کرنے میں سب سے کمتر، جو اگر ہجو کرتا تو گرا کے رکھ دیتا تھا اور مدح کرتا تو آسمان پر پہنچا دیتا تھا، تو وہ اخطل ہے.

5.4.6 شاعری کی فنی خصوصیات :

خوشنما الفاظ، آسان معانی اور پختہ اسلوب کے ساتھ اخطل ایک حسی خیال کا شاعر تھا جس میں وہ جذبات اور عاطفہ کے بجائے عقل پر زیادہ

اعتماد کرتا تھا اسی لئے اشعار میں طبیعت پر اعتماد کرنے کے بجائے ہر شعر پر بذات خود غور و فکر کر کے اسمیں عمدہ تعبیر اور تصویر پیش کرتا تھا۔ نیز اضافی اور لایعنی چیزوں سے بھی اپنے اشعار کو پاک وصاف کرتا جس کی بناء عمدہ اسلوب اور عبارت اسکے کلام کا خاصہ بن گئی جسمیں عقل کی حکمرانی اور ذاتیت کا اثر نظر آتا ہے. علاوہ ازیں تاریخی اعتبار سے بھی اخطل کے اشعار کی بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں کیونکہ اخطل نے اشعار میں جاہلیت کے آثار کے ساتھ ساتھ جریر اور فرزدق کے قوموں کے احوال کو بھی بیان کو بھی بہترین انداز میں بیان کیا ہے۔ نیز اخطل کی شاعری میں عصر اموی کے حالات، سیاسی جماعتوں اور عصبیت کا بھی احاطہ کیا گیا ہے.

اخطل کا شمار نقائض کے اہم شعراء میں ہوتا ہے۔ فرزدق کی تائید کی وجہ سے جریر اور اخطل کے درمیان باہمی نفرت اور آپسی مقابلہ کا دور دورہ رہا. جریر کی قوم کی ہجو میں کہے گئے چند اشعار:

مازال فینا رباط الخیل معلمۃ ۔ وفی کلیب رباط الذل والعار

النازلین بدار الذل ان نزلوا ۔ و تستبیح کلیب حرمۃ الجار

والظاعنین علی اھواء نسوتھم ۔ وما لھم من قدیم غیر اعیار

بمعرض او معید او بنی الخطفی ۔ ترجو جریر مساماتی واخطاری

قوم اذا استنبح الاضیاف کلبھم ۔ قالوا لامھم بولی علی النار

5.5 فرزدق (۱۹۔۱۱۰ھ/۶۴۰۔۷۲۷م)

5.5.1 پیدائش اور حالات زندگی:

ابوفراس ہمام بن غالب بن صعصعہ تمیمی دارمی حضرت عمرؓ کی خلافت میں مقام کاظمہ میں پیدا ہوا اور وہیں ابتدائی زندگی گذاری۔ چونکہ اسکا چہرہ زیادہ خوبصورت نہیں تھا اسی لئے اس کا لقب ''فرزدق'' پڑ گیا۔ فرزدق آغوش ادب میں پلا اور فصیح ماحول میں پروان چڑھا، اسکا باپ اسے اشعار پڑھانے اور شاعری سکھانے لگا حتی کہ پندرہ سال کی عمر میں جب اس کی طبیعت شعر و شاعری کیلئے موزوں اور زباں رواں ہوگئی اسکا باپ اسے حضرت علی کی خدمت میں لے گیا، حضرت علی نے اس کے باپ سے کہا: ''اسے قرآن پڑھاؤ کہ وہ اس کیلئے بہتر ہے''. یہ بات فرزدق کے ذہن میں بڑھاپے تک جمی رہی اور اس نے حفظ قرآن کا پختہ ارادہ کرلیا۔ اس نے گھر آکر اپنے آپ کو زنجیر سے باندھ دیا اور قسم کھائی کہ جب تک قرآن حفظ نہ کرلوں گا اپنے آپ کو نہیں کھولوں گا، چنانچہ اس نے قرآن حفظ کر کے چھوڑا.

5.5.2 شاعری کی ابتداء:

فرزدق میں شاعری کے آثار بچپن ہی سے نمودار ہو گئے تھے چنانچہ کہتے ہیں کہ اس کا سب سے پہلا شعر وہ ہے جو اس نے ایک بھیڑیے کے بارے میں کہا تھا جو اس کے قبیلہ کے ایک مینڈھے کو لے بھاگا تھا۔ کہتا ہے:

تلوم علی ان صبح الذئب ضانھا   فالوی بکبش وھو فی الرعی رائع

یعنی وہ اس بات پر ملامت کرتی ہے کہ بھیڑیا اس کے ریوڑ میں صبح سویرے گھس پڑا اور ایک مینڈھے کو لے بھاگا حالانکہ وہ چراہ گاہ میں چر

رہا تھا۔

5.5.3 فرزدق کا شعری اسلوب:

فرزدق جو بہت بہادر اور سخی تھا اسے اپنے آباء واجداد پر بڑا فخر اور اپنے خاندان پر بڑا ناز تھا، اسے اپنے آباء واجداد بلند کارنامے سنانے کا بڑا شوق تھا حتی کے وہ خلفاء کے سامنے بھی ان کو بیان کرنے سے باز نہ رہتا، یہی وجہ ہے کہ اس کی شاعری میں فخریہ عنصر غالب ہے۔ فرزدق کا فخریہ کلام پر شوکت الفاظ، شاندار اسالیب، غریب کلمات، نیز عربوں کے مشہور واقعات وانساب کا ذکر اور خانہ بدوشوں کے طرز ادا کا بہترین نمونہ نظر آتا ہے۔ یہی عناصر ہیں جن کی وجہ سے فرزدق کی شاعری کو راویوں نے پسند کیا اور نحویوں نے اس ترجیح دی ہے اور کہا ''اگر فرزدق کی شاعری نہ ہوتی تو عربی زبان کا تہائی حصہ تلف ہو جاتا. نیز ناقدوں نے اسے دور اموی کا سب سے بڑا شاعر قرار دیا ہے۔ چونکہ فرزدق کا کلام بڑا مشکل اور ترکیبیں بڑی گنجلک اور معانی ومطالب دقیق اور گہرے ہوتے تھے اسی لئے اس کا کلام عوام کو کم اور علماء وادباء اور ماہرین نحو ولغت کو زیادہ پسند آتا تھا۔ راویوں نے بیان کیا ہے کہ فرزدق نے اپنے اکلام میں تقریبا ۴۰ ہزار مشکل اور شاذ ونادر الفاظ استعمال کیے ہیں۔ فرزدق کو بھی اپنی اس مشکل پسندی کا احساس تھا، چنانچہ وہ تمنا کیا کرتا تھا کہ:

ان تکون لہ رقۃ جریر لعہرہ   ولجریر صلابتہ لطہرہ

یعنی کاش کہ میری بیہودہ گوئی کو جریر کے اسلوب کا سبک پن، اور جریر کی پاک کوئی کو میری صلابت میسر آجاتی (تو دونوں کے کلام ہر اعتبار سے شاہکار ہو جاتے کہ ایک کی کمی دوسری پوری کر دیتا) کیوں کہ فرزدق چٹان سے اپنا کلام تراشتا تھا اور جریر سمندر سے چلو بھر کر شعر کہتا تھا.

فرزدق کے اسی اسلوب کی وجہ سے زبان وادب کی پرانی قدروں اور امتیازی خصوصیات کو محفوظ رکھنے میں جو مدد ملی اس کے بارے میں یہ مقولہ عام طور سے علمی وادبی حلقوں میں مشہور تھا کہ ''لولا شعر الفرزدق لذھب ثلث اللغۃ''، یعنی اگر فرزدق کا کلام نہ ہوتا تو تہائی زبان ختم ہو چکی ہوتی.

تاریخی اعتبار سے بھی فرزدق کی شاعری نہایت اہمیت کی حامل ہے اور اسکے شعر کو تاریخی مصدر شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اس نے عرب کے زمانہ اور قبائل کے محاسن اور مساوی پر تفصیلی روشنی دالی ہے۔ اسی لئے بعض مؤرخین کہتے ہیں ''اگر فرزدق کی شاعری نہ ہوتی تو عرب کی آدھی تاریخ ضائع ہو جاتی''.

5.5.4 شاعری کے موضوعات:

فرزدق نے عربی شاعری کے بے شمار موضوعات پر طبع آزمائی کی ہے۔ فرزدق کی شاعری میں ہجو گوئی، مدح سرائی اور فخر کا زیادہ غلبہ رہا ہے لیکن فخریہ اشعار میں وہ تمام شعراء پر سبقت لے گیا۔ نیز تشبیب، غزل اور سیاست میں بھی فرزدق نے طبع آزمائی کی ہے۔ علاوہ ازیں فرزدق ہجو گوئی میں بڑا سخت، وصف کرنے میں جدت طراز، مدح میں درمیانہ اور مرثیہ گوئی میں اچھا نہیں تھا.

فرزدق نے اشعار کے ذریعہ حجاج، عبد الملک، اسے کے بیٹے ولید، سلیمان اور ہشام کے علاوہ دوسرے آل مروان اور حکمرانوں کی مدح سرائی کی.

فرزدق کے فخریہ کلام کا نمونہ:

لنا العزة القعساء والعدد الذی۔ علیہ اذا اعد الحصی یتخلف

ولاعز الاعز نا قاھر لہ۔ ویسالنا النصف الذلیل فینصف

ومنا الذی لاینطبق الناس عندہ۔ ولکن ھوالمستاذن المتنصف

وبیتان بیت اللہ نحن ولاتہ۔ وبیت باعلی ایلیا مشرف

اذا ھبط الناس المحصب من منی۔ عشیۃ یوم النحر من حیث عرفوا

ترن الناس ماسرنا یسیرون خلفنا۔ وان نحن اومانا الی الناس وقفوا

فانک اذتسعی لتدرک دارما۔ لانت المعنی یا جریر المکلف

5.5.5 شاعری کے ادوار:

فرزدق کے کلام کے دو دور ہیں۔ ایک کلام تو اس کی جوانی کا ہے اور دوسرا اسکے بڑھاپے کے زمانے کا. جوانی کا کلام جو دراصل اس کے کلام کی صحیح تصویر اور مثالی نمونہ ہے، بڑا پر شکوہ، مبالغہ آمیز، ثقیل اور بھاری بھرکم اور بعض اوقات شاذ الفاظ سے بھی بھرا ہوا ہے، اور اسلوب بیان خاصا مشکل اور بعض مواقع پر گنجلک ہے. فخر میں اور خاص طور سے اپنے آباء اجداد پر فخر کرنے میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتا ہے، اور کبھی تو خلفاء اور بادشاہوں کے سامنے بھی اپنے آباء واجداد کی ایسی تعریف کرتا کہ ان کو بہت برا لگ جاتا تھا اور بجائے انعام واکرام دینے کے ڈانٹ ڈپٹ اور دربار نکاسی کا انعام دیتے تھے.

ایک دفعہ سلیمان بن عبدالملک نے فرزدق سے شعر سنانے کی فرمائش کی، فرزدق نے ایک فخریہ قصیہ پڑھا جس میں حسب عادت اپنے بات غالب کی تعریف کی اور کہا:

سروا یرکبون الریح وھی تلفھم　　　الی شعب الاکوار ذات الحقائب

اذا استوضحوا نارا یقولون لیتھا　　　وقد خصرت ایدیھم، نار غالب

جس کا مطلب یہ کہ سخت سردیوں کے زمانے میں جب لوگوں کی انگلیاں گلنے لگتی ہیں اور آگ کی تلاش میں ادھر ادھر مارے مارے پھرتے ہیں تو بھی ان کے منہ سے یہی نکلتا ہے کاش یہ آگ غالب (فرزدق کے والد) کی آگ ہوتی. مطلب یہ ہے کہ جب مصیبتوں اور پریشانیوں اور قحط سالی وخشک سالی سے دنیا تنگ آجاتی ہے تو ہمارے خاندان کو ہی یاد کرتی ہے، کیوں کہ ہم لوگ بڑے سخی داتا اور فیاض ہیں.

یہ سن کر سلیمان کو غصہ بہت آیا لیکن بولا کچھ نہیں. دربار میں ایک دوسرا مشہور شاعر نصیب بھی تھا، سلیمان نے اس سے شعر پڑھنے کی فرمائش کی۔ چنانچہ اس نے سلیمان کی شان میں ایک بہت شاندار قصیدہ پڑھا، جس میں کہتا ہے:

قفوا خبرونی عن سلیمان اننی　　　لمعروف من آل ودان طالب

فعاجوا فاثنوا بالذی انت اھلہ　　　ولوسکتوا اثنت علیک الحقائب

یعنی میں نے تمہارے پاس واپس جانے والے قافلوں سے روک کرتمہارے بارے میں پوچھا تو انھوں نے تمہاری حد درجہ تعریف کی۔اگر وہ اگر چپ رہتے تو ان کے اونٹوں کے پیچھے لدے بھرے ہوئے بورے بول پڑتے.مطلب یہ کہ تم نے ان کو اتنا انعام واکرام دیا کہ ان کے اونٹ ان انعامات اور بخششوں سے بوجھل ہو رہے تھے.

قصیدہ سننے کے بعد سلیمان نے غلام سے کہا کہ دیکھو نصیب کو انعام میں پانچ سو دینار دے دو،اورفرزدق کو اس کے باپ کی آگ میں جھونک دو،فرزدق یہ سن کر یہ شعر پڑھتا ہوا بھاگ کھڑا ہوا:

خیرالشعر اشرفہ رجالا　　　وشر الشعر ما قال العبید

5.5.6 شاعری کی خصوصیات:

معانی میں جدت اور ندرت فرزدق کی شاعری کی اہم خصوصیت ہے کیونکہ وہ ایک ہی معنی کو بار بار ذکر نہیں کرتا تھا۔اس کے برخلاف جریر کے معانی میں تکرار پایا جاتا ہے.نیز خیال کی زرخیزی اور عمدگی کا عنصر بھی فرزدق کے اشعار میں بہت زیادہ پایا جاتا تھا۔علاوہ ازیں اس کے اشعار میں الفاظ کی کثرت اور فخامت بھی حد درجہ پائی جاتی ہے.نیز پرشوکت اسلوب،مضبوط تراکیب،فصاحب الفاظ،پختہ معانی اسکے کلام کی نمایاں ترین خصوصیات میں شامل ہیں.

شاعری کا نمونہ جس میں وہ بھیڑیے کے ساتھ پیش آئے واقعہ کو ذکر کیا ہے جس میں مذکورہ بالا صفات آشکار ہوتے ہیں:

واطلس عسال وما کان صاحبا۔دعوت لناری موھنا فاتانی

فلمادنا قلت:ادن دونک انی۔وایاک فی زادی لمشترکان

فبت اسوی الزاد بنی وبینہ۔علی ضوء نار مرۃ ودخان

فقلت لہ لماتکشر ضاحکا۔وقائم سیفی من یدی بمکان

تعش فان واثقتنی لاتخوننی۔نکن مثل من یاذئب یصطحبان

وانت امرؤ یاذئب والغدر کنتما۔اخیین کانا ارضعابلبان

عبدالملک کے بیٹے ہشام کے بارے میں بھی روایت ہے کہ وہ بھی بہت باذوق اور ناقدانہ نظر کا مالک تھا۔کہتے ہیں کہ اس نے ایک دن خالد بن صفوان سے اپنے زمانے کے مشہور شعراء جیسے جریر،فرزدق اور اخطل کے بارے میں اس کی رائے پوچھی تو اس نے بڑے بلیغ انداز میں سب کے اسلوب بیان اور امتیازی خصوصیات بیان کر کے ہر ایک کا صحیح مقام ومرتبہ متعین کیا ہے جو پڑھنے کے لائق ہے،جس میں فخر فرزدق کو،وصف اور منظر نگاری میں اخطل کو،اور رموز شعر کی شناوری اور معانی ومطالب کے سبک پن میں جریر کو فوقیت دی ہے.

5.5.7 نقائض:

جریر اور فرزدق کے درمیان ہونے والی شعری معرکہ آرائی کی مدت پچاس سال سے بھی زیادہ ہے اس میں فرزدق نے اپنے قوم وقبیلہ کی عظمت اور بلند اقبالی کا شاندار تذکرہ کیا ہے۔نیز جریر کی ہجوگوئی کرنے میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے.

فرزدق شعری نقائض کانمونہ:

ان الذی سمک السماء بنی لنا۔ بیتا دعائمہ أعز واطول

بیتا بناہ لنا الملیک وما بنی۔ حکم السماء فانہ لاینقل

بیتا زرارة محتب بفناءہ۔ ومجاشع وأبوالفوارس نهشل

الاکثرون اذا یعد حصاھم۔ والاکرمون اذا یعد الأول

لاتحتمی بفناء بیتک مثلهم۔ أبدا اذا عد الفعال الأفضل

حلل الملوک لباسنا فی ارضنا۔ والسابغات لدی الوغی نتسربل

فرزدق کے قصیدہ کے جواب میں جریر کا قصیدہ:

أعددت للشعراء سمانا قعا۔ فسقیت آخرھم بکأس الاول

لما وضعت علی الفرزدق میسمی۔ وضغا البعیث جدعت أنف الاخطل

أخزی الذی سمک السماء مجاشعا۔ وبنی بناءک فی الحضیض الاسفل

انی انصببت من السماء علیکم۔ حتی اختطفتک یا فرزدق من عل

احلامنا تزن الجبال رزانة۔ ویفوق جاھلنا فعال الجھل

ولقد بنیت أخس بیت یبتنی۔ فھدمت بیتکم بمثلی یذبل

بیتا یحمم قینکم بفناءہ۔ دنسا مقاعدہ خبیث المدخل

فرزدق بسا اوقات ہجو گوئی میں سارے انسانی اقدار اور اخلاقی ضابطوں کی پرواہ نہیں کرتا تھا بلکہ پستی اور دنائت کی حد کر دیتا تھا. جریر نے اپنی بیوی کے مرنے پر جب اس کا مرثیہ کہا تو بجائے ہمدردی کے انتہائی بیہودہ انداز میں اس مرثیہ کا جواب دیتا ہے۔ جریر نے مرثیہ میں کہا:

لولا الحیاء لھاجنی استعبار ولزرت قبرک، والحبیب یزار

یعنی اگر شرم وحیا مانع نہ ہوتی تو شدت غم سے میری آنکھیں آنسوؤں کی لڑیاں پرونے لگتیں اور بے تحاشا تری قبر کی زیارت کیلئے دوڑ پڑتا، کہ محبوب کی زیارت بہرحال کی جاتی ہے. اس کا جواب فرزدق نے انتہائی بھونڈے پن سے دیا ہے:

کانت منافقة الحیاة، وموتھا خزی علانیة علیک وعار

یعنی وہ تو زندگی بھر منافق رہی، اور اس کا مرجانا تیرے لئے علانیہ عار اور شرمندگی کا باعث ہے.

ایک مرتبہ جریر اور فرزدق عبدالملک کے دربار میں جمع ہوئے، فرزدق نے کہا کہ میری بیوی نوار بنت مجاشع کو تین طلاقیں اگر میں ایسا شعر نہ کہ سکوں جس کا یہ گدھی زادہ (جریر) کبھی نہ توڑ سکے اور نہ اس پر اضافہ کر سکے. عبدالملک نے کہا: اچھا سناؤ، فرزدق نے برجستہ کہا:

فانی انا الموت الذی ھو واقع بنفسک، فانظر کیف انت مزاولہ

وماجد یاابن الاتان بوائل من الموت، ان الموت لاشک نائلہ

یعنی میں یقیناً وہ موت ہوں جوایک دن تم کوآ ئے گی ،اب ذراسوچو،تم اس سے کیسے بچ سکتے ہو؟اوراے گدھی زادہ موت سے کوئی بچ کر جا نہیں سکتا کہ موت بلاشبہ اس کودبوچ کررہے گی.

شعرسن کر جریرتھوڑی دیرتک سر جھکا کرسوچتا رہا۔پھر بولا کہ میری بیوی ام حرزہ کومیری طرف سے تین طلاق اگر میں نے ان اشعار کوتوڑ نہ دیا،اوراور پراضافہ نہ کردیا عبدالملک کے لطف لیتے ہوئے کہا:اچھاسناؤ،آج تم میں سے کسی ایک کی بیوی پر طلاق پڑ کررہے گی. چنانچہ جریر نے یہ شعر پڑھے:

انا البدر یغشی نورعینیک فالتمس بکفیک یاابن القین ہل انت نائلہ

انا الدہر یفنی الموت، والدہر خالد فجئنی بمثل الدہر شیئا یطاولہ

یعنی میں چودھویں کا چاندہوں جس کی روشنی تمہاری آنکھوں کی بینائی پر چھائی ہوئی ہے،اےلوہارزادے ذرااپنی ہتیلیوں سے مل کر دیکھو کیا تم اس روشنی کوچھولوگے؟ میں زمانہ ہوں جوموت کوبھی فنا کرکے رکھ دیتا ہے،مگرزمانہ ہمیشہ رہے گا،تومیرے پاس کوئی ایسی چیز لا جوزمانہ کا مقابلہ کرسکے.

یہ سن کر عبدالملک بولا:’’ابوفراس(فرزدق کی کنیت) خدا کی قسم جریرتم سے بڑھ گیااورتمہاری طلاق پڑگئی.

شہرہ آفاق قصیدہ میمیہ:

فرزدق اہل بیت سے بے انتہاءمحبت کرتا تھااگرچہ دنیاوی مال واسباب کیلئے بنوامیہ کی بھی مدح کی ہےلیکن دل سے وہ اہل بیت کے احترام اورعظمت کااعتقادرکھتا تھاجس کااظہارعمر کے آخری حصہ میں ہشام بن عبدالملک کی ولیعہدی کے زمانہ میں ہوا۔ایک مرتبہ ہشام بن عبد الملک کعبہ کے پاس عوام الناس کوحضرت علی زین العابدین بن حسین بن علیؓ کے اطراف خدمت کرتے ہوئے، چہرہ کوبوسہ لیتے ہوئے اور دعاءکی درخواست کرتے ہوئے دیکھ کرسوال کیا:یہ کون ہے؟ حالانکہ وہ انھیں جانتا تھا.ہشام کا یہ سوال فرزدق پر بہت گراں گذرا،اس نے جواباًیہ شہرہ آفاق اشعار پڑھنا شروع کیا،جس کے بعد ہشام نے اسے قید کروادیا.

ھذاالذی تعرف البطحاءوطأتہ۔والبیت یعرفہ والحل والحرم

ھذاابن خیرعباداللہ کلھم ۔ھذاالتقی النقی الطاھرالعلم

ولیس قولک:من ھذا؟ بضائرہ۔العرب تعرف من انکرت والعجم

ھذاابن فاطمۃ ان کنت تجھلہ ۔بجدہ انبیاءاللہ قدختموا

یعنی یہ وہ ہستی ہے جن کے پاؤں کی چاپ تک کوبطحائے مکہ پہچانتی ہیاورجسے خانہ کعبہ اورحرم وحل سب پہچانتے ہیں ۔یہ اللہ کے تمام بندوں میں سب سے اچھے بندے کے بیٹے ہیں اوربذات خود بڑے متقی ،پاک باطن،پاک باز اورممتازشخصیت کے مالک ہیں۔اسی لئے تمہارے اس کہنے سے کہ’’یہ کون ہے‘‘ان کا کچھ نہیں بگڑتا،اس لئے کہ جس سے تم نے تجاہل برتا ہے انھیں توعرب وعجم سبھی خوب اچھی

طرح جانتے ہیں۔ اگر تم نہیں جانتے ہوسن لو یہ سیدۃ نساء جگر گوشہ رسول فاطمہ بتول کی اولاد ہیں اوران کے نانا خاتم الانبیاء ہیں.

5.7 جریر (۲۸۔۱۱۰ھ/۶۴۰۔۷۲۸م)

5.7.1 پیدائش اور حالات زندگی:

جریر بن عطیہ بن خطفی تمیمی حضرت عثمانؓ کی خلافت میں یمامہ میں پیدا ہوا۔ اسکی کنیت ابوحرزہ اور ابن المراغۃ تھیں۔ وہ دیہات میں ایک تنگدست گھرانہ میں پل کر بڑا ہوا اس لئے جوان ہونے پر اس کی زبان فصیح، ضمیر صحیح اور طبیعت شعروشاعری کے سانچہ میں ڈھل گئی۔ اسکے اہل قبیلہ بنوخطفی تنگدستی کے باوجود شاعری میں کمال رکھتے تھے۔ ایک مرتبہ اس نے دیکھا کہ ایک شاعر غسان سلیطی اس کے قبیلہ کی ہجو کررہا ہے، جریر کی غیرت جوش میں آتی ہے اور وہ سخت ترین الفاظ میں اس شاعر کی ہجو کرتا ہے جس کی وجہ سے جریر کی منزلت اپنی قوم میں بڑھ جاتی ہے۔ جریر کا خاندان بڑا غریب تھا، ان کا پیشہ بھیڑ بکریاں اور گدھے چرانا تھا چنانچہ جریر بھی چرواہے کا کام کرتا تھا۔ جریر نے اپنی عمر کا اکثر حصہ بادیہ یمامہ میں ہی گذارا، مگر جب اس نے اور فرزدق کے درمیان ہجوگوئی، جھڑپوں اور مفاخرت کا سلسلہ شروع ہوا تو وہ اپنے خاندان کے لوگوں کے اصرار پر بصرہ آیا اور دس سال تک جم کر یہاں فرزدق کے خلاف زبان وقلم کا معرکہ گرم کیے رہا.

5.7.1 نقائض کی ابتداء:

نقائض کی ابتداء جریر اور غسان سلیطی، جو جریر کا چچازاد بھائی ہوتا تھا، کے درمیان ہوئی شعری جھڑپ سے ہوتی ہے جس میں جریر غسان کی ہجو کرتا ہے۔ اس کے بعد قبیلہ بنومجاشع کا شاعر بعیث غسان کی مدد کیلیئے آتا ہے لیکن جریر ان دونوں کی ہجو کر کے ان پر غالب آجاتا ہے اور بنومجاشع کے عورتوں کی بھی سخت ترین ہجو کرتا ہے جس کی وجہ سے بنومجاشع کی عورتیں فرزدق سے مدد طلب کرتی ہیں اور پھر دونوں کے درمیان تاریخی ہجوگوئی کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے جو پچاس سال سے زیادہ عرصہ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس ہجوگوئی میں تقریبا اسی شعراء حصہ لیتے ہیں لیکن جریر سوائے اخطل اور فرزدق کے تمام پر غالب آتا ہے.

جریر وفرزدق کے شعری نقائض کا نمونہ۔ فرزدق کہتا ہے:

ان الذی سمک السماء بنی لنا۔ بیتا دعائمہ أعز واطول

بیتا بناہ لنا الملیک ومابنی۔ حکم السماء فانہ لاینقل

بیتا زرارۃ محتب بفناءہ۔ ومجاشع وأبوالفوارس نھشل

الاکثرون اذایعد حصاھم۔ والاکرمون اذایعد الأول

لایحتبی بفناء بیتک مثلھم۔ أبدا اذاعد الفعال الأفضل

حلل الملوک لباسنا فی ارضنا۔ والسابغات لدی الوغی نتسربل

فرزدق کے جواب میں جریر کا قصیدہ:

أعددت للشعراء سمانا قعا۔ فسقیت آخرھم بکأس الاول

لماوضعت علی الفرزدق میسمی ۔ وضغا البعیث جدعت أنف الاخطل

أخزی الذی سمک السماء مجاشعا۔ وبنی بناءک فی الحضیض الاسفل

انی انصبت من السماء علیکم۔ حتی اختطفتک یا فرزدق من عل

احلامنا تزن الجبال رزانۃ۔ ویفوق جاھلنا فعال الجھل

ولقد بنیت أخس بیت یبتنی۔ فھدمت بیتکم بمثلی یذبل

بیتا یحمم قینکم بفناءہ۔ دنسا مقاعدہ خبیث المدخل

نقائض کے تین سب سے اہم اور باکمال اور قادرالکلام شعراء ہیں: جریر، فرزدق اور اخطل۔ لیکن نقادوں میں اس بات پر اختلاف تھا کہ ان میں سے کون کس سے بڑا شاعر ہے، چنانچہ ہر ایک اپنے پسندیدہ شاعر کو بڑھاتا تھا اس لئے اعتدال پسند نقادوں نے رائے دی ہے کہ ''اگر بہترین غزل، حسین تشبیب، خوبصورت الفاظ، سبک اسلوب اور مختلف اصناف سخن میں طبع آزمائی کرنے کے نقطۂ نظر سے تینوں کے کلام پر نظر ڈالی جائے تو جریر کو سب پر فوقیت حاصل ہوگی'' اور ''اگر بہترین فخر، بھاری بھرکم الفاظ، دقیق اسلوب بیان، پرشکوہ اور گمبھیر اشعار اور گہرے معانی ومطالب کے اعتبار سے نظر ڈالی جائے تو فرزدق ان میں سب سے بڑا شاعر نظر آئیگا''۔ اور ''جس کو فصاحت وبلاغت اور ہجو ومدح میں کمال کے ساتھ، شراب وکباب اور یاران مے کدہ کا وصف زیادہ پسندیدہ ہوا سے اخطل کے کلام میں زیادہ لطف آئیگا''.

5.7.2 شاعری کے موضوعات:

جریر نے شعر کے بے شمار اصناف میں طبع آزمائی کی ہے جس میں غزل، ہجوگوئی، فخر، مرثیہ، مدح سرائی اور سیاسی شاعری شامل ہے.

ایک دفعہ عبدالملک بن مروان نے ایک پرتکلف دعوت کا اہتمام کیا۔ کھانے کے بعد اس نے لوگوں سے پوچھا کہ کھانا کیسا رہا؟ تو ہر طرف سے آواز آئی کہ امیر المؤمنین جہاں تک کھانے کے مقدار کا تعلق ہے تو واقعی میں نے اتنا زیادہ اور اتنے انواع واقسام کے کھانے اب تک نہیں دیکھے، لیکن جہاں تک مزیدار مزیدار ہونے کا تعلق ہے، تو یقین فرمائیے کہ میں نے اس سے کہیں زیادہ مزیدار کھانا کھایا ہے۔ عبدالملک نے جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ ایک بدو سامنے کھڑا ہے، عبدالملک نے اس کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ اچھا تو تم نے کس سے بھی زیادہ مزیدار کھانا کھایا ہے؟ پہلے تو یہ بتاؤ کہ ہو کس قبیلہ کے؟ بدوی نے جواب دیا کہ آپ کے نانیہالی قبیلہ بنی عذرہ کا۔ اس پر عبدالملک نے کہا کہ اس قبیلہ کے لوگ تو شعروشاعری کا بڑا پاکیزہ ذوق رکھتے ہیں، تم کو بھی اس سے کچھ دلچسپی ہے؟ بدوی بولا: جی ہاں تھوڑا بہت ہے، یہ سن کر عبدالملک نے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ عربوں نے مدح میں سب سے اچھا شعر کون سا کہا ہے؟ بدوی بولا: جریر کا آپ کے بارے میں یہ شعر:

الستم خیر من رکب المطایا واندی العالمین بطون راح

یعنی کیا آپ سواری پر بیٹھنے والوں میں سب سے بہتر (تزک واحتشام کے ساتھ) اور جود وسخا کرنے میں دنیا میں سب سے بڑے داتا نہیں ہیں؟ یہ سن کر عبدالملک کی باچھیں کھل گئیں، اس کے بعد اسنے کہا کہ اچھا ہجو میں سب سے اچھا شعر کون سا ہے؟ بدوی بولا جریر کا یہ

شعر جو اس نے راعی الابل النمیری کی ہجو میں کہا تھا:

فغض الطرف انک من نمیر		فلا کعبا بلغت ولا کلابا

یعنی نگاہیں نیچی کر، تو تو قبیلہ نمیر کا فرد ہے، اور اتنا نیچا ہے کہ نہ قبیلہ کعب کو پہنچ سکا اور نہ کلاب کو۔ اب عبدالملک نے کہا کہ اچھا فخر میں سب سے اچھا شعر سناؤ: بدوی نے جواب دیا کہ اس میں بھی جریر کا ہی شعر ہے:

اذا غضبت علیک بنوتمیم		حسبت الناس کلھم غضابا

یعنی جب بنوتمیم تم سے خفا ہو جاتے ہیں تو تم کو ایسا لگتا ہے کہ ساری دنیا تم سے خفا ہو گئی ہے۔ ''بہت خوب'' عبدالملک بولا، اچھا غزل کا سب سے اچھا شعر سناؤ۔ بدوی نے فورا کہا: جریر ہی کا یہ شعر:

ان العیون التی فی طرفھا حور		قتلنا ثم لم یحیین قتلانا

یعنی ان آنکھوں نے جو شدید سیاہی اور سفیدی سے مل کر کٹاری بن گئی ہیں، ہمیں جان سے مار ڈالا، پھر ہمارے مردوں کو زندہ کرنے کی فکر بھی نہیں کی. بدوی کی اس بالغ نظری کو دیکھ کر اور اتنے عمدہ اشعار سن کر عبدالملک باغ باغ ہو گیا اور حکم دیا کہ بدوی کو انعام واکرام سے نوازا جائے.

کہتے ہیں اس دعوت میں جریر بھی موجود تھا، اور جب بھی بدوی اس کا شعر پڑھتا وہ فخر سے اپنی گردن اٹھا کر دیکھتا۔ جب خلیفہ نے بدوی کو انعام دینے کا حکم دیا تو جریر بولا کہ میں بھی بدوی کو انعام دیتا ہوں، چنانچہ بدوی اس موقعہ پر دوگنا انعام لے کر رخصت ہوا.

نقادوں نے کہا ہے کہ حقیقت نگاری میں جریر کا یہ شعر بے مثال نمونہ ہے:

انی لارجومنک خیرا عاجلا		والنفس مولعۃ بحب العاجل

میں تو آپ کی فوری داد و دہش کا متمنی ہوں کہ نفس ہمیشہ فوری مل جانے والی چیزوں کا فریفتہ ہوتا ہے.

5.7.3 امرا کی مدح سرائی:

جریر آبائی مقام میں شعری کاوشوں کے بعد استجد اد اور تکسب کیلئے بصرہ کی جانب رخت سفر باندھ کر حجاج سے جا ملا اور اسکی خوب ستائش کرنے لگا۔ حجاج کے پاس جریر خوب عزت اور قدر و منزلت حاصل کرتا ہے۔ وہ قصائد جو اس نے حجاج کی مدح میں کہے بہت مشہور ہوئے حتی کہ عبدالملک کو اس کی اطلاع پہونچی اور اس نے جریر کا حجاج کے پاس رہنا نامناسب سمجھا۔ حجاج خلیفہ کی نظر پہچان گیا اور شاعر کو اپنے بیٹے محمد کے ہمراہ دمشق روانہ کر دیا، وہاں پہنچ کر جب جریر نے عبدالملک کے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو خلیفہ اجازت نہ دی اور سخت عتاب و برہمی کے لہجہ میں کہا: ''بس تم حجاج کیلئے ہو''. اس کے بعد وہ خلیفہ تک رسائی کے ذرائع پیدا کرنے میں لگا رہا اور لوگوں سے اپنی سفارشیں کراتا رہا حتی کہ اسے عبدالملک کو اپنا وہ قصیدہ سنانے کا موقع مل گیا جس کا مطلع ہے: أتصحو ام فؤادک غیر صاح۔ عشیۃ ھم صحبک بالرواح. جب وہ اس شعر پر پہنچا: ألستم خیر من رکب الخطایا۔ وأندی العالمین بطون راح. تو عبدالملک مسکرایا اور کہا: ''ہم ایسے ہی ہیں اور ایسے ہی رہینگے''. پھر اسے سو اونٹنیاں اور آٹھ چرواہے انعام میں دیے۔ اس قصیدہ کے سنانے اور اخطل کے مر جانے کی وجہ سے جریر تمام

خلفاء کی نظر میں بالعموم اور عمر بن عبدالعزیز کی نظر میں بالخصوص تمام شعراء سے زیادہ وقیع اور معزز ہوگیا عبدالملک کے بعد جریر نے ولید، سلیمان، عمر بن عبدالعزیز، یزید بن عبدالملک اور ہشام کی خوب مدح اور ستائش کرتا ہے۔

عبدالملک بن مروان کی شان میں مدحیہ اشعار:

لولا الخلیفۃ والقرآن یقرؤہ۔ ما قام للناس احکام ولا جمع

انت الامین امین اللہ لاسرف۔ فیما ولیت والاھیابۃ ورع

انت المبارک یھدی اللہ شیعتہ۔ اذا تفرقت الاھواء والشیع

ان البریۃ ترضی ما ارتضیت لھا۔ ان سرت ساروا وان قلت اربعوا ربعوا

جریر کے اشعار کی امتیازی خصوصیات:

جریر ایک فطری شاعر تھا، خوب صورت، سہل اور شیریں الفاظ کا انتخاب کر کے حسین قافیوں اور ہلکے ہلکے معانی ومطالب، خوبصورت رمز وکنایہ، اور مناسب تشبیہ واستعارہ کے امتزاج سے اپنے کلام کو اتنا دل آویز، مؤثر اور سحر طراز بنا دیتا تھا کہ منہ سے واہ نکل جاتی تھی، اور ہر خاص وعام اس سے یکساں لطف لیتا تھا اور وہ خود بھی اپنے فنی کمالات کو دیکھ کر جھوم اٹھتا تھا۔ اس کی وجہ بادیہ کی پرورش جہاں زبان بنی سنوری اور قرآن وحدیث کا اثر تھا جس سے اس کا اسلوب کلام نکھرا اور چمکا۔ اس کے کمالات کا مظہر اس کے وہ قصیدے ہیں جو اس نے تشبیب یا عتاب میں کہے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں فرزدق بھاری بھرکم اور ثقیل الفاظ استعمال کرتا تھا، معانی ومطالب میں بڑی گہرائی پیدا کرتا اور دقیقہ سنجی سے کام لیتا، اسلوب کلام اور انداز گفتگو بڑا ٹھوس اور گمبھیر ہوتا تھا جس کی وجہ سے اس کے کلام سے صرف پڑھا لکھا طبقہ اور خاص ادبی ذوق رکھنے والے علماء ہی لطف لیتے تھے۔ اور ظاہر ہے ان کی تعداد تھوڑی ہوتی ہے اسی لئے فرزدق کے کلام کو ہر خاص وعام میں وہ مقبولیت حاصل نہ ہوسکی جو جریر کے کلام کو ہوئی۔

جریر میں نہ تو اخطل کی سی خباثت ومے پرستی تھی نہ فرزدق کی سی درشتی وبدکاری۔ وہ پاکیزگی طبع، نزاکت احساس، عفت، صحیح دینداری اور خوش خلقی کی صفات سے مزین تھا جس کا اثر اس کی شاعری میں نظر آتا ہے۔ چنانچہ حسن اسلوب، شیرینی غزل، تلخی ہجو، خوبی مرثیہ اور شاعری کے جملہ اصناف کو بحسن وکمال ادا کرنے میں وہ ممتاز ہوگیا، اور یہی وجہ ہے کہ وہ افق شاعری پر سب سے زیادہ درخشندہ اور شاعریت میں سب سے زیادہ کامل تھا۔

غزلیہ اشعار کا نمونہ:

بان الخلیط ولو طوعت ما بانا۔ وقطعوا من حبال الوصل الوانا

حی المنازل اذ لا نبتغی بدلا۔ بالدار دارا ولا الجیران جیرانا

لا بارک اللہ فی الدنیا اذا انقطعت۔ اسباب دنیاک من اسباب دنیانا

یا ام عمرو جزاک اللہ مغفرۃ۔ ردی علی فؤادی کالذی کانا

لقد کتمت الھوی حتی تھیمنی ۔لا استطیع لھذا الحب کتمانا

یاحبذا جبل الریان من جبل ۔وحبذا ساکن الریان من کانا

وحبذا نفحات من یمانیۃ ۔تاتیک من قبل الریان احیانا

ان العیون التی فی طرفھا حور۔قتلتنا ثم لم یحیین قتلانا

یصرعن ذااللب حتی لاحراک بہ۔وھن اضعف خلق اللہ انسانا

جریر کی نشو ونما دیہات میں ہوئی تھی اسی لئے اسکی شاعری خالص دیہاتی اسلامی زندگی کی نمائندگی کرتی ہے.اس کے الفاظ آسان،معانی فطری اور اسلوب پر اثر ہوا کرتا ہے۔اسی وجہ سے اسکی شاعری عوام اور خواص ہر دو طبقہ میں یکساں مقبول رہی ہے.نیز اسکے اشعار میں قرآن اور اسلام کا واضح اثر نظر آتا ہے بطور خاص مدح سرائی اور مرثیہ میں.

اپنی اہلیہ ام حزرہ کے مرثیہ اشعار بطور نمونہ:

لولا الحیاء لھاجنی استعبار۔ولزرت قبرک والحبیب یزار

ولقد نظرت وما تمنع نظرۃ۔فی اللحد حیث تمکن الاحفار

ولھت قلبی اذ علتنی کبرۃ۔ وذووالتمائم من بنیک صغار

ولقد اراک کسیت اجمل منظر۔ومع الجمال سکینۃ ووقار

واذا سریت رایت نارک نورت ۔وجھا اغر یزینہ الاسفار

کانت مکرمۃ العشیر ولم یکن۔یخشی غوائل ام حزرۃ جار

والریح طیبۃ اذا استقبلتھا۔والعرض لادنس ولاخوار

صلی الملائکۃ الذین تخیروا۔والصالحون علیک والابرار

وعلیک من صلوات ربک کلما۔ نصب الحجیج ملبدین وغاروا

لایلبث القرناء ان یتفرقوا۔لیل یکر علیھم ونھار

ایک مرتبہ فرزدق اور اخطل ، جریر کے اشعار کا مذاکرہ کرنے کے بعد یہ اقرار کیا کہ جریر کی شاعری ان کی شاعری سے زیادہ عوام اور خواص ہر دو طبقہ میں مشہور ہیں۔جبکہ انکی شاعری صرف خواص اور ادباء کے درمیان ہی مقبول ہے.

5.7.4 جریر کے بہترین اشعار:

مدح میں:الستم خیر من رکب المطایا۔واندی العالمین بطون راح

ہجو میں:فغض الطرف انک من نمیر۔فلا کعبا بلغت ولا کلابا

غزل میں:ان العیون التی فی طرفھا حور۔قتلتنا ثم لم یحیین قتلانا

فخر میں: اذا غضبت علیک بنوتمیم۔ وجدت الناس کلھم غضابا

صدق میں: انی لا رجومنک خیرا عاجلا۔ والنفس مولعۃ بحب العاجل

استہزاء میں: زعم الفرزدق ان سیقتل مربعا۔ ابشر بطول سلامۃ یا مربع

تشبیہ میں: سری نحوھم لیل کان نجومھم۔ قنادیل فیھن الذبال المفتل

خیل کے وصف میں: وطوی الطراد بطوھن کانھا۔ طی التجار بحضرموت برودا

5.8 خلاصہ:

دوراموی کی عربی شاعری اپنے موضوعات، اسلوب، اغراض ومقاصد کے حوالہ سے دوسرے تمام زمانوں کی شاعری سے ممتاز اور منفرد سمجھی جاتی ہے۔ عصراموی نے ایسے قادرالکلام شعراء عربی زبان کو دیے ہیں جنھوں نے عربی شاعری کے مختلف موضوعات جیسے مدح سرائی، ہجوگوئی، مرثیہ، فخر، شعرسیاسی، مجون، غزل وغیرہ کو اپنے منفرد انداز اور دلنشین اسلوب کے ذریعہ انفرادیت اور امتیازیت سے نوازا ہے.

عمر بن ابی ربیعہ میں بچپن ہی سے شاعری کے آثار نمودار ہو گئے تھے اس نے مختلف موضوعات پر طبع آزمائی لیکن بطور خاص غزل، عورتوں کے محاسن اور اوصاف اور دل لگی کو منفرد اور غیر مانوس طریقہ سے روشناس کرایا حتی یہ کہ اسے عورتوں کا کہا جانے لگا، نیز اس کی شاعری میں رقت، سہولت، لہوولعب اور موسیقی کا عنصر زیادہ پایا جاتا ہے۔ اخطل نے بھی مختلف موضوعات پر طبع آزمائی کی اور مدح، فخر، ہجو اور شراب کے علاوہ دیگر موضوعات پر بھی عمدہ کلام پیش کیا۔ امراء کی مدح سرائی کی بدولت اسے ''بنوامیہ کا شاعر'' اور ''امیر المؤمنین کا شاعر'' جیسے القابات سے نوازا گیا۔ جریر اور فرزدق نے بھی اپنی شاعری میں تقریبا تمام موضوعات کا احاطہ کیا لیکن انھوں نے نقائض کو اپنے عمدہ کلام کے ذریعہ وجود اور دوام بخشا اور اسی اپنے اشعار کے ذریعہ دوراموی کی سب سے ممتاز شعری صنف بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے.

5.9 نمونے کے امتحانی سوالات:

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تیس سطروں میں قلمبند کیجئے۔

۱۔ عصراموی کے اہم شعراء پر جامع نوٹ لکھئے۔

۲۔ عمر بن ابی ربیعہ کی شاعری کے اغراض ومقاصد پر تفصیلی روشنی ڈالئے۔

۳۔ فرزدق کے اسلوب اور شعری موضوعات سے مفصل گفتگو کریے۔

مندرجہ ذیل سوالات کے جواب پندرہ سطروں میں تحریر کیجئے۔

۱۔ جریر کی شاعری کی امتیازی خصوصیات بیان کیجئے۔

۲۔ عمر بن ابی ربیعہ کی شاعری کی فنی خصوصیات کو ذکر کیجئے۔

۳۔ اخطل کی مدح سرائی کا جائزہ لیجئے۔

5.9 مطالعہ کیلئے معاون کتابیں:

حنا فاخوری: الجامع فی تاریخ الادب العربی، دارالجیل، بیروت۔ لبنان.

احمد حسن زیات: تاریخ الادب العربی، دارالمعرفۃ، بیروت۔ لبنان.

احمد اسکندری واصحابہ: المفصل فی تاریخ الادب العربی، دار احیاء العلوم، بیروت.

ڈاکٹر عبدالحلیم ندوی: عربی ادب کی تاریخ، ترقی اردو بیورو، نئی دہلی.